کلام اقبال میں قرآنی تلمیحات اور اس کی عصری معنویت

Qur'anic Allusions to Kalam Iqbal and its Contemporary Meaning

Dr. Yasmin Kousar[1]
Dr. Shagufta Firdous[2]

Abstract:

Iqbal, the great and famous poet of the Islamic world, through his revolutionary poetry preached the teachings of the Qur'an and Islam. He not only considered Islam as a religion but also a complete code of life. Iqbal is a reformer and philosopher of the Islamic nation. The following article discusses Iqbal's attachment to the Qur'an in his poetry and the use of Qur'anic allusions and its significance in modern times. Iqbal presented the Qur'an in his speech in three ways. Firstly, Using the Arabic text of the Qur'an in poetry. Secondly, presenting the meaning of Qur'anic verses in poetry and thirdly, making the words of the Qur'an the title of the poem.

Iqbal's poetry is based on the Qur'an and Sunnah, so the teachings of Allama Iqbal should not only be read and understood but also followed. This article discusses Iqbal's adherence to the Qur'an in his poetry and the use of Qur'anic allusions and its significance in modern times. In addition, the Chicago Manuel style is used in descriptive, analytical and comparative methods of research and references.

Key Words: Qur’anic allusions, Revolution, Talmeeh, Spirituality, Kalaam-e-Iqbal

موضوع کا تعارف:

عالم اسلام کے عظیم اور نامور شاعر اقبال نے اپنی انقلابی شاعری کے ذریعے تعلیماتِ قرآن کی تبلیغ کا کام لیا وہ اسلام کو صرف مذہب ہی نہیں بلکہ مکمل ضابطہ حیات سمجھتے تھے۔ قرآن سے ان کی محبت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اقبال جس خاندان کے چشم و چراغ تھے وہ اپنی دین داری، شرافت اور اخلاقیات کی بدولت لوگوں میں اپنی ایک پہچان رکھتے تھے۔ ان کے بزرگ اور والد شیخ نور محمد پر تصوف کا رنگ غالب تھا جس کا اظہار اقبال نے نظم "جاوید سے" میں اس طرح سے کیا ہے:

”جس گھر کا مگر چراغ ہے تو
ہے اس کا مذاق عارفانہ“[3]

[1]. Assistant Professor (Urdu)/Head Iqbal Chair, University of Sialkot yasmin.imranb@gmail.com
[2]. Assistant Professor (Urdu)/Director Students Affairs, GC Women University Sialkot
shaguftafirdous2@gmail.com

[3] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، اقبال اکادمی، لاہور، 1994ء، ص600
Allama Iqbal, Muhammad, Dr, *Kuliyāt-e-Iqbal Urdu*, Iqbal Academy Lahore, 1994, p.600

اقبال کی مذہبی گھرانے میں تعلیم وتربیت ہوئی۔ اساتذہ کرام میں بھی سید میر حسن جیسی شخصیات میسر آئیں۔اسی لیے ان کی فکر و فلسفے کا محور و مرکز قرآن و سنت رہا۔ قرآن کو سمجھے بغیر اقبال کو سمجھنا مشکل ہے۔وہ ملت اسلامیہ کے مصلح اور فلسفی ہیں۔ان کی قرآن سے وابستگی کے حوالے سے چند واقعات بھی مشہور ہیں مثلاً سید سلیمان ندوی نے اقبال کے ساتھ کیے گئے سفر افغانستان کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب افغانستان کے بادشاہ نادر شاہ نے اقبال کو اپنے ملک دعوت دی کہ وہ یہاں آئیں اور یونی ورسٹی کے قیام کے سلسلے میں اپنی قیمتی آرا سے رہنمائی فرمائیں تو اقبال نے اس دعوت کو قبول کیا اور اپنے دو ساتھیوں جن میں (سید سلیمان ندوی) اور سر راس مسعود کے ہمراہ افغانستان تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی کے سفر میں اقبال نے اپنے لڑکپن کے دور سے متعلق والد محترم شیخ نور محمد کا واقعہ سنایا کہ ایک دن ان کے والد مسجد سے نماز پڑھ کر آئے تو انھوں نے اقبال کو قرآن پڑھتے دیکھا اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے اس طرح پڑھا کریں کہ جیسے یہ مقدس کلام آپ پر نازل ہو رہا ہو۔اقبال جیسے فرماں بردار بیٹے نے یہ نصیحت ایسی پلے باندھی کہ مرتے دم تک اسے نہ بھولے [1] .اقبال اپنے والد کی نصیحت کے اس مفہوم کو اپنے شعر میں اس طرح پیش کرتے ہیں:

"ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف" [2]

تلمیح کی تعریف:

اقبال نے اپنی شاعری میں قرآنی آیات سے متعلق تلمیحات واشارات کا استعمال کیا۔ان کے بعض اشعار قرآن کی آیات کا شعری ترجمہ ہیں۔ تلمیح ایک ادبی اصطلاح ہے۔مولوی عبدالحق کی "اردو لغت تاریخی اصول پر" میں اس کی تعریف اس طرح سے کی گئی ہے:

"تلمیح سے مراد علم بیان کے مطابق کسی مشہور مسئلے حدیث، آیت قرآنی یا قصے یا مثل یا کسی اصطلاح علمی وفنی وغیرہ کی طرف اشارہ کرنا جس کو سمجھے بغیر مطلب واضح نہ ہو۔" [3]

صفیہ خان اقبال کی قرآنی آیات کے استعمال اور ان کی تعداد کے بارے میں لکھتی ہیں:

"اقبال نے کم و بیش تین ہزار اشعار میں قرآنی آیات سے استفادہ کیا۔" [4]

---

[1] یونس جاوید، اقبالیات کی مختلف جہتیں، بزم اقبال، لاہور، 1988ء، 102-103
Younas Javed, *Iqbā kī Mukhtalif Jehtain*, Bazm-eIqbal Lahore, 1988, p.102-103

[2] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص 402
Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal*, p.402

[3] عبدالحق، مولوی، مرتب، اردو لغت، تاریخی اصول پر، اردو لغت بورڈ، کراچی، 1979ء
Abdul Haq, Moulvī, *Urdū Lughat, Tarīkhī Usūl par*, Urdū Lughat Board, Karachi, 1979

[4] صفیہ خان، اردو شاعری میں قرآنی تلمیحات، گابا ایجوکیشنل بکس، کراچی، ص ۱۴۷
Safia Khan, *Urdu Shāerī me Qur'ānī Talmmīhāt,* Gaba Educational Books, Karachi, p.147

اقبال کی شاعری میں قرآنی تلمیحات:

اقبال نے مختلف موضوعات کو قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا۔ مندرجہ ذیل شعر میں حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کے واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس میں عشق کو عقل پر برتری دی گئی ہے۔ عشق کا دائرہ کار اور طاقت عقل سے بہت زیادہ ہے۔

"بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی"[1]

یہاں قرآن کی درج ذیل آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

"قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ قُلْنَا يا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ"[2]

"کہنے لگے کہ اسے جلادو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے۔ ہم نے فرمادیا اے آگ! تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیمؑ کے لئے سلامتی (اور آرام کی چیز) بن جا گو انہوں نے ابراہیمؑ کا برا چاہا، لیکن ہم نے انہیں ناکام بنادیا۔"

اقبال کی قرآن سے روحانی وابستگی کے حوالے سے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں:

"۔۔۔اقبال نے مثبت طور پر یہ بات مسلمانوں کے ذہن نشین کی ہے کہ تمھاری مصیبتوں اور مسائل کا اگر کوئی حل ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ تم قرآن کی پیروی کرو، اور اپنی زندگیوں پر اسلام کے آئین کو نافذ کرو۔"[3]

اقبال کا نہایت وفادار اور ایمان دار ملازم علی بخش جنھوں نے اقبال کی پینتیس برس خدمت کی وہ اقبال کی زندگی کے حالات بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ صبح سویرے نماز پڑھنا اور خوش الحانی سے قرآن خوانی کرنا ان کا معمول تھا ان کی آواز اور انداز بہت پر تاثیر تھے۔ آخری عمر میں اقبال نے ضعف بصارت کی وجہ سے کتب بینی ترک کر دی تھی، قرن بھی نہیں پڑھ سکتے تھے جس کا انھیں بہت دکھ تھا قرآن اس حالت میں بھی ان کے سرہانے رکھا ہوتا اور وہ اپنے دوستوں سے قرآن پڑھوا کر اسے سنتے تو آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی اور ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی۔ ایک عرب بھی ان کے ہاں روزانہ آتے تھے ان سے بھی قرآن سنتے۔[4]

---

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص310

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal*, p.310

[2] الانبیا، آیت68-70

Al-Anbiā, 68-70:

[3] ضیابار، مجلہ گورنمنٹ کالج، سرگودھا، اقبال نمبر2، نومبر1977ء، ص31

Zia bār, Magazine Govt. College Sargodha, Iqbal No.2, November 1977, p.31

[4] جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، یک جلدی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2012ء، ص672-673

Javed Iqbal, Dr., *Zindah Dard*, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2012, p,672-673

اقبال کو ترجمان القرآن اور مفسر قرآن بھی کہا جاتا ہے۔ انھوں نے قرآن کی تعلیمات کو اپنی شاعری میں اس طرح جذب کیا کہ یہی ان کی خاص پہچان بن گئی۔ رموزِ بے خودی کے آخر میں انھوں نے قرآن کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار سرورِ کونین حضرت محمد ﷺ کے حضور لکھتے ہیں:

"گر دلم آئینہ بے جوہر است | ور بحر فم غیر قرآں مضمر است
اے فروغت صبح اعصار و دہور | چشم تو بینندہ مافی الصدور
پردہ ناموس فکرم چاک کن | ایں خیابان راز خارم پاک کن
تنگ کن رخت حیات اندر برم | اہل ملت را نگہدار از شرم
سبز کشت نابسامانم مکن | بہرہ گیر از ابر نیسانم مکن
خشک گرداں بادہ در انگور من | زہر ریز اندر مئے کافور من
روز محشر خوار و رسوا کن مرا | بے نصیب از بوسہ پا کن مرا"[1]

"اگر میرے دل کا آئینہ جوہروں سے خالی ہے اگر میری باتوں میں قرآن کے سوا بھی کچھ ہے تو حضورؐ کی روشنی تمام زمانوں کے لیے صبح کا سروسامان ہے اور آپ کی آنکھ میرے سینے کے اندر سب دیکھ رہی ہے آپ میری فکر کی عزت و حرمت کا پردہ چاک کر دیجیے اور ایسا انتظام فرمایئے کہ میرے کانٹے سے پھولوں کی یہ کیاری پاک ہو جائے۔ زندگی کا لباس میرے جسم پر تنگ کر دیجیے اور ملت کو میری برائیوں سے بچایئے میرے بے سروسامان کھیت کو سرسبز نہ ہونے دیجیے اور اسے اپنے کرم کی بارش سے فیض یاب نہ کیجیے، میرے انگور کی رگوں میں شراب خشک کر دیجیے (میری باتوں کو بے اثر کر دیں) اور میری کافور کی تاثیر والی شراب میں زہر ڈال دیں قیامت کے دن مجھے ذلیل ہونے دیجیے اور اپنے پاؤں کے بوسے سے محروم رکھیں کہ اگر میں نے اپنی شاعری میں قرآن سے ہٹ کر کچھ کہا ہے تو قیامت کے روز مجھے اپنے بوسہ پا سے محروم کر کے خوار و رسوا رکھیں۔"

اقبال مندرجہ ذیل شعر میں قرآن کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن"[2]

"اگر آپ ایک مسلمان کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو وہ قرآن کے بغیر ناممکن ہے۔"

---

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیاتِ اقبال، فارسی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1985ء، ص168
Allama Iqbal, Muhammad, Dr, *Kuliyāt-e-Iqbal Fārsī*, Sheikh Ghulam Ali & Sons, Lahore, 1985, p. 168

[2] ایضاً، ص143

do, p.143

اقبال نے قرآن کو تین طرح سے اپنے کلام میں پیش کیا۔

- قرآن کے عربی متن کو شاعری میں استعمال کرنا۔
- قرآن کی آیات کا مفہوم اشعار میں پیش کرنا۔
- قرآن کے الفاظ کو نظم کا عنوان بنادینا۔

اقبال اپنی ایک نظم "ایک پہاڑ اور گلہری" میں قرآن کی ایک آیت کا مفہوم اس طرح پیش کرتے ہیں:

''نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں''[1]

قرآن میں اسی مفہوم کو اس طرح پیش کیا گیا ہے:

"رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ"[2]

''اے رب ہمارے! تونے یہ بیکار نہیں بنایا''

"اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ"[3]

''یا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔''

اگر غور و فکر کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ رب نے اس کائنات کی کسی چیز کو بیکار پیدا نہیں کیا۔اس لیے کوئی شخص دوسرے کو حقیر نہ سمجھے،اس نے سب کو مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ہمیں اپنی صلاحیتوں کے مطابق اپنے فرائض کو ایمان داری سے پورا کرنا چاہیے اور اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔اقبال نے حضرت آدمؑ اور حوا کے جنت سے نکالے جانے کے واقعے کو اس طرح شعر میں پیش کیا:

''شجر ہے فرقہ آرائی، تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو''[4]

اس شعر کے دوسرے مصرعے میں قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

''وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ۔''[5]

---

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص62

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal*, p.62

[2] آل عمران، آیت191

Āl-e-Imran, 191:3

[3] المومنون، آیت115

Al-Mo'minūn, 115:

[4] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص104

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal*, p.104

[5] البقرہ، آیت35-36

''اور ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنّت میں رہو اور جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالم ہو جاؤ گے۔ لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر وہاں سے نکلوا ہی دیا۔''

''کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا
کیا فلک کو سفر، چھوڑ کر زمیں میں نے ''[1]

اس شعر کے دوسرے مصرعے میں قرآن کی مندرجہ ذیل آیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

''وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭوَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔'' [2]

''اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ان کے لئے (عیسیٰؑ) کا شبیہ بنا دیا گیا تھا یقین جانو کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں انہیں اس کا کوئی یقین نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اتنا یقینی ہے کہ انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بڑا زبردست اور بڑی حکمتوں والا ہے۔''

بعض اوقات اقبال نے قرآنی تلمیحات کا اس طرح استعمال کیا کہ قرآنی الفاظ کو نظم کا موضوع بنا دیا مثلاً "بال جبریل" کی ایک نظم "الارض للہ" تحریر کی۔ تلمیح کی ایک اور مثال دیکھیں جس میں حضرت امام حسینؓ اور حضرت اسماعیلؑ کی بے مثال قربانیوں کی طرف اشارہ ہے۔ جو ہمارے لیے بہترین مثال ہیں:

''غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین، ابتدا ہے اسماعیلؑ''[3]

اسی ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّىْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّىْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔'' [4]

Al=Baqarah, 35-36:2

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص108

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal*, p.108

[2] النساء، آیت157-158

Al-Nisā, 157-158:4

[3] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص391

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal Urdu*, p.391

[4] الصافات، آیت102

''پھر جب وہ (بچہ) اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے، تو اس (ابراہیمؑ) نے کہا کہ میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے بیٹے نے جواب دیا کہ ابا! جو حکم ہوا ہے اسے بجالایئے انشاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔''

اقبال کی دلی خواہش تھی کہ قرآن سے اپنی محبت کو اس انداز سے پیش کریں کہ دوسروں کے دل میں بھی اس کی کشش پیدا ہو جائے کیونکہ ان کے نزدیک قرآن عام کتاب نہیں:

''ایں کتابے نیست، چیزے دیگر است''[1]

''قرآن کوئی عام کتاب نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہی شے ہے۔''

قرآن کی حقیقی روح فراموش کرنے سے مسلمان آج نہ صرف زوال پذیر ہیں بلکہ الحادی طاقتوں کے سامنے غلامانہ زندگی گزارنے پر مجبور بھی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ قرآن و سنت سے دوری اور مغرب کی اندھی تقلید ہے۔ اس غلامی سے نجات کا اقبال یہ حل پیش کرتے ہیں کہ ہم خود کو قرآن کی تعلیمات کے مطابق ڈھال لیں۔

اقبال قرآن کی تفسیر و تعبیر سے متعلق کچھ لکھنا بھی چاہتے تھے لیکن پھر زندگی کے آخری دنوں میں بیماریوں نے انھیں گھیر لیا اور وہ یہ کام مکمل نہ کر سکے۔[2] اقبال اردو شاعری کا ایک ایسا منفرد شاعر ہے جس نے قرآن کو اپنی شاعری کی اساس بنایا۔ ان کا کلام قرآن کی ایک منفرد منظوم تفسیر ہے۔ اقبال قرآن پر کام کرنے کے حوالے سے اپنے بہت قریبی دوست سر راس مسعود (سر سید احمد خان کے پوتے) کو 26 اپریل 1935ء کے ایک خط میں لکھتے ہیں:

"۔۔۔اور اس طرح میرے لیے ممکن ہو سکتا تھا کہ میں قرآن کریم پر، عہد حاضر کے افکار کی روشنی میں، اپنے وہ نوٹ تیار کر لیتا جو عرصہ سے میرے زیر غور ہیں لیکن اب تو نہ معلوم کیوں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میرا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا اگر مجھے حیات مستعار کی بقیہ گھڑیاں وقف کر دینے کا سامان میسر آئے تو میں سمجھتا ہوں قرآن کریم کے ان نوٹس سے بہتر میں کوئی پیش کش مسلمانان عالم کو نہیں کر سکتا۔"[3]

اقبال خودی کے مراحل میں ایک مرحلہ اللہ سے محبت اور اطاعت کا بھی بیان کرتے ہیں:

''دل ز حتیٰ تنفقوا محکم کند

Al-Sāffāt, 102:

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، فارسی، ص669

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal Fārsī,* p. 669

[2] رفیع الدین ہاشمی، مضمون نگار، قرآن حکیم سے علامہ اقبال کی وابستگی، مشمولہ، ترجمان القرآن، لاہور، 9نومبر، 2018ء

Rafi-ud-Dīn Hāshmī, *Qur'ān-e-Hakīm se Iqbal kī wābastagī*, Tarjmān Al-Qur'ān Lahore, 2018

[3] عطاءاللہ، شیخ، مرتب، اقبالنامہ، یک جلدی، اقبال اکادمی، لاہور، ص270

Ataullah Sheikh, *Iqbal-Nāmah*, Iqbal Academy, Lahore, p.270

زر فزاید الفت زر کم کند''[1]

اس شعر میں جو آیت ہے وہ یہ ہے:

''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِه عَلِيْمٌ۔'' [2]

''جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کروگے ہر گز بھلائی نہ پاؤگے، اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے۔''

اقبال نے موت اور آخرت میں جنتیوں کو انعام میں ملنے والی شراب طہور کی طرف اس طرح اشارہ کیا گیا:

''نہ مجھ سے کہہ کہ اجل ہے پیام عیش و سرور
نہ کھینچ نقشۂ کیفیت شراب طہور''[3]

قرآن میں نیک لوگوں کو پلائی جانے والی شراب کا ذکر اس طرح سے کیا گیا ہے:

"وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا"[4]

''اور انہیں ان کا رب پاک صاف شراب پلائے گا۔''

اقبال نے قرآنی آیات کے مفاہیم کو بھی شاعری میں پیش کیا مثلاً دنیا کی بے ثباتی کی مثال دیکھیں:

''ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمہ گل
یہی ہے فصل بہاری، یہی ہے باد مراد؟''[5]

قرآن میں موت کا ذکر اس طرح سے کیا گیا ہے:

''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۔'' [6]

''ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ ہم بطریق امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤگے۔''

---

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، فارسی، ص 43

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal Fārsī,* p. 43

[2] آل عمران، آیت 92

Āl-e-Imrān, 92:3

[3] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص 152

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal Urdu*, p. 152

[4] الانسان، آیت 21

Al-Insān, 21:4

[5] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص 348

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal Urdu*, p. 348

[6] الانبیا، آیت 35

Al-Anbiā, 35:

اللہ کی وحدانیت کو خودی کا لازمی جزو قرار دیا جس کا قرآن میں بھی بارہا ذکر ملتا ہے:

''خودی کا سرِ نہاں لاالٰہ الااللہ

خودی ہے تیغ، فساں لاالٰہ الااللہ''[1]

"وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَه ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ "[2]

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ پکارنا بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور معبود نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اسی کا منہ (اور ذات) اسی کے لئے فرمانروائی ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

اقبال مندرجہ ذیل شعر میں اس دور کے مسائل کے پیش نظر ایک بار پھر حضرت ابراہیمؑ جیسی بت شکن ہستی کی تلاش و جستجو میں ہے جو عصر حاضر کے بے شمار بتوں کو پاش پاش کر دے:

"یہ دور اپنے براہیمؑ کی تلاش میں ہے

صنم کدہ ہے جہاں، لاالٰہ الااللہ "[3]

حضرت ابراہیمؑ کے بت شکنی کے واقعہ کی طرف قرآن میں اس طرح ذکر کیا ہے جس سے اقبال نے متاثر ہو کر یہ اشعار تحریر کیے۔

"فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ"[4]

"پس اس نے ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہاں صرف بڑے بت کو چھوڑ دیا یہ بھی اس لئے کہ وہ سب اس کی طرف ہی لوٹیں۔"

"دشت میں، دامنِ کوہسار میں، میدان میں ہے

بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے

چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے

اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

آہ! اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں

حرفِ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ"[5]

---

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیاتِ اقبال، اردو، ص527

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal Urdu*, p. 527

[2] القصص، آیت88

Al-Qasas, 88:

[3] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیاتِ اقبال، اردو، ص527

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal Urdu*, p. 527

[4] الانبیاء، آیت58

[5] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیاتِ اقبال، اردو، ص569

خلاصہ بحث وسفارشات:

اقبال کا کلام آج بھی اسی طرح اہمیت کا حامل ہے جس طرح ان کے دور میں تھا۔اقبال کی انقلابی شاعری نے کئی قوموں میں انقلابی روح پھونکی ان میں ہندوستان ایران وغیرہ شامل ہیں، آج بھی ان کی شاعری دنیا میں انقلاب لاسکتی ہے۔اقبال ہندوستان،افغانستان، کشمیر، ترکی، فلسطین وغیرہ عصر حاضر میں ملت اسلامیہ کو بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے جن میں قرآن وسنت سے دوری، بے راہروی، حکمت وبصیرت کا فقدان، معاشی، سیاسی، معاشرتی، دہشت گردی، فرقہ واریت، نظریاتی ابہام، جدید علوم وفنون سے ناواقفیت، اتحاد کی کمی، قول وفعل میں تضاد جیسے مسائل کا سامنا ہے ان کا حل تلاش کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ایسے تمام مسائل کا حل اقبال کی شاعری میں پوشیدہ ہے کیونکہ اقبال کا آفاقی پیغام ماضی، حال اور مستقبل وقت اور زمانے کی قیود سے آزاد ہے۔وہ خود فرماتے تھے "من نوائے شاعر فرداستم "(ترجمہ: میری شاعری مستقبل کی آواز ہے)۔اقبال ہمیں معاشرے میں پنپنے والے منفی رجحانات سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔اور نسل نو کو روشن مستقبل کا معمار سمجھتے تھے۔اس لیے ان کی قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق تربیت کی جائے۔اقبال مشرق ومغرب کے علوم وفنون کے سرچشموں سے سیراب ہوئے لیکن قرآن وسنت کی تعلیمات کو برتری دی اور عصر حاضر میں اس کی عملی صورت اور عرفان ذات پر زور دیا۔آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ نسل نو کے ذہنوں کی آبیاری کے لیے فکر اقبال کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔اگر اقبال کی قرآن کی تعلیمات کے زیر اثر پنپنے والی انقلابی فکر کو عام کیا جائے تو ان تمام مسائل کا حل نکل سکتا ہے۔کیونکہ ان کی شاعری کی اساس قرآن وسنت پر ہے اس لیے قرآن کی تعلیمات کو نہ صرف پڑھا اور سمجھا جائے بلکہ اس پر عمل بھی کیا جائے۔بقول اقبال:

"قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدتِ کردار"[1]

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal Urdu*, p. 569

[1] محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال، اردو، ص648

Allama Iqbal, *Kuliyāt-e-Iqbal Urdu*, p. 648